فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۰۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جو شخص نذر پوری کیے بغیر فوت ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نذر پوری کرنا واجب ہے، اگر نذر ماننے والا فوت ہو جائے، تو اس کا ولی اس کی طرف سے نذر پوری کرے گا۔

❀ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَهُ عَنْهَا .

''میری والدہ فوت ہوئیں، تو ان کے ذمہ ایک نذر تھی، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، تو آپ نے مجھے ان کی طرف سے نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔''

(صحيح البخاري : 6698، صحيح مسلم : 1638)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگی: اللہ کے رسول! میری بہن فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے دو ماہ کے مسلسل روزے ہیں (تو کیا میں رکھ لوں؟)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے بتائیے، اگر آپ کی بہن کے ذمے قرض ہوتا، تو آپ اسے ادا کرتی؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: تو اللہ کا حق زیادہ ضروری ہے۔''(صحيح البخاري : 1953، صحيح مسلم : 1148)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ .

''جوفوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔''

(صحيح البخاري : 1952 ، صحيح مسلم : 1147)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: میری بہن فوت ہو چکی ہے، انہوں نے حج کی نذر مانی تھی (تو میں کیا کروں) فرمایا: اگر ان پر قرض ہوتا، تو کیا آپ اسے ادا کرتے؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بھی (حق) ادا کریں، کیوں کہ وہ ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے۔''

(صحيح البخاري : 6696)

(سوال): کیا بیمار کی صحت کی غرض سے بکرا ذبح کرنا جائز ہے؟

(جواب): بیمار کی صحت یابی کے لیے بکرے کا فدیہ دینا جائز ہے، بشرطیکہ اللہ کے نام پر ہو، کیونکہ غیر اللہ کی نذر و نیاز شرک ہے۔

(سوال): گناہ کی نذر ہو، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): نیکی کی نذر کو پورا کرنا واجب ہے، جبکہ گناہ کی نذر کو ترک کرنا ضروری ہے، اس صورت میں نذر کا کفارہ ادا کیا جائے۔

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''بنو ثقیف، بنو عُقیل کے حلیف (دوست) تھے، بنو ثقیف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دو ساتھی قید کر لیے، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بنو عُقیل کا ایک آدمی قید کر لیا، اس کے ساتھ عضبا (اونٹنی) بھی حاصل کر لی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، جب کہ وہ (رسی میں) جکڑا ہوا تھا، وہ کہنے لگا: محمد! محمد! آپ اس کے پاس آئے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: آپ نے مجھے اور حاجیوں سے آگے جانے والی اونٹنی کو کیوں پکڑا ہے؟ فرمایا: میں نے تجھے تیرے حلیف بنو ثقیف کے جرم میں پکڑا ہے۔ پھر آپ وہاں سے چلے گئے۔ اس نے آپ کو آواز دی: محمد! محمد! رسول اللہ ﷺ بڑے رحمدل اور نرم دل تھے۔ آپ واپس اس کے پاس آئے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میں مسلمان ہو گیا ہوں، فرمایا: اگر تم یہ بات اس وقت کہتے، جب تم خود مختار تھے، تو تم تمام کامیابیاں سمیٹ لیتے۔ پھر آپ وہاں سے جانے لگے، تو اس نے آپ کو آواز دی: محمد! محمد! آپ ﷺ واپس اس کے پاس آئے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میں بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلایئے، میں پیاسا ہوں، مجھے پانی پلایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تیری ضرورت ہے (اسے پورا کیا جائے گا)۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اسے دو صحابہ کرام کے بدلے فدیہ کے طور پر دیا گیا۔ ایک انصاری عورت قید کی گئی اور عضباء (اونٹنی) بھی پکڑ لی گئی، عورت رسیوں میں جکڑی ہوئی تھی، وہ لوگ اپنے اونٹوں کو اپنے گھروں کے سامنے چرایا کرتے تھے، ایک رات وہ عورت رسیوں سے آزاد ہو گئی اور اونٹوں کے پاس آئی، جب بھی وہ کسی اونٹ کے قریب جاتی، تو وہ بلبلانے لگتا، تو وہ اسے چھوڑ دیتی، حتی کہ وہ عضباء کے پاس پہنچی، تو اس نے آواز نہ نکالی، وہ

ایک فرمانبردار اونٹنی تھی، چنانچہ وہ اس اونٹنی کے پچھلے حصے پر بیٹھ گئی اور اسے ہانکنے لگی تو وہ چل پڑی، انہوں نے نذر مان کر اسے (اونٹنی کو) تلاش کرنا شروع کیا، مگر اس نے انہیں ناکام کر دیا۔ راوی کہتے ہیں: اس عورت نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے نجات دی، تو وہ اس اونٹنی کو ذبح کر دے گی۔ جب وہ مدینہ آئی، تو لوگوں نے اسے دیکھ کر کہا: یہ تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی عضبا ہے، وہ عورت کہنے لگی: میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی، تو میں اس اونٹنی کو ذبح کروں گی۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہ بات آپ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس نے اسے برا بدلہ دیا ہے کہ اگر اللہ نے اسے نجات دی، تو وہ اسے ذبح کر دے گی، اللہ کی معصیت اور اس چیز کی نذر پوری نہیں کی جاتی، جو انسان کے اختیار میں نہ ہو۔''

(صحيح مسلم :1641)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ نَذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ .

''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانی ہے، وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی نذر پوری کرے) اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی ہے، وہ نافرمانی نہ کرے (یعنی نذر پوری نہ کرے)۔''

(صحيح البخاري : 6696، 6700، موطأ الإمام مالك : 476/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ بِهٖ، وَمَا كَانَ

لِلشَّيْطَانِ فَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ .

''نذر دو طرح کی ہوتی ہے، جو نذر اللہ کے لیے ہوتی ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے پورا کیا جائے اور جو نذر شیطان کے لیے ہوتی ہے، اسے پورا کرنا درست نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 72/10، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۳۵) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أُخْتَهٗ، نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ، إِلَى الْبَيْتِ، وَاسْتَفْتٰى لَهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ ..

''ان کی بہن نے بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر مانی تھی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ہمشیرہ کے متعلق فتویٰ دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں حکم دیں کہ وہ سوار ہو جائیں۔''

(صحيح البخاري : 1866، صحيح مسلم : 1644)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دھوپ میں کھڑے دیکھا، تو اس کے متعلق (لوگوں سے) پوچھا: انہوں نے بتایا: یہ ابو اسرائیل ہیں، انہوں نے نذر مانی ہے کہ وہ دھوپ میں کھڑے رہیں گے، نہ بیٹھیں گے، نہ سائے میں جائیں گے، نہ کلام کریں گے اور روزہ رکھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں کہیں کہ کلام کریں، سائے میں آ جائیں، بیٹھ جائیں اور روزہ پورا کریں۔''

(صحيح البخاري : 6704)

❀ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو اپنے بیٹوں کے سہارے چلتے ہوئے دیکھا، تو پوچھا: یہ کیا؟ انہوں نے کہا: اس نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی ہے، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات سے بے نیاز ہے کہ یہ اس نذر کے ذریعے اپنے آپ کو تکلیف پہنچائے۔ چنانچہ آپ نے اسے سوار ہونے کا حکم دیا۔''

(صحيح البخاري :6701، صحيح مسلم : 1642)

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میں اپنی بھینس کا سارا دودھ گیارہویں تاریخ کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی نذر کر دیا کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذرِ معصیت ہے۔ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز حرام ہے۔ دین کی دعوت مسلمان کی بھلائی پر قائم ہے، جب کہ مذکورہ تمام رسمیں سرتاپا مضرت کا باعث ہیں، یہ بلا کی ظالم ہیں، جو سادہ لوح مسلمانوں کا پیسہ، یتیموں اور بیواؤں کا مال بے دریغ ہڑپ کر جانے کا ہنر جانتی ہیں۔

اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ (گیارہویں) کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے ایصالِ ثواب کے لیے صدقہ ہے، لیکن اس نے اپنے بارے میں اور بہت کچھ مشہور کر رکھا ہے، عوام الناس اسے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام کی نیاز خیال کرتے ہیں۔ ان کا اعتقاد بنا دیا ہے کہ اگر ہم نے گیارہویں کا دودھ نہ دیا، تو اس کی وجہ سے ہماری بھینس یا گائے مر جائے گی یا بیمار ہو جائے گی یا رزق ختم ہو جائے گا یا اولاد کی موت واقع ہو جائے گی یا گھر میں نقصان ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ، یہ عقیدہ شرعاً حرام ہے۔

البتہ شیخ عبدالقادر جیلانی کا صدقہ بھی اسے کہیں، تو سوال اٹھے گا کہ کیا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی بزرگ اسلام میں ہوا ہے؟ اگر ہاں، تو اس کا صدقہ اتنے تواتر سے کیوں نہیں، یاد رہے کہ سلف صالحین اور ائمہ اہل سنت سے ایصالِ ثواب کا یہ طریقہ ہرگز ہرگز ثابت نہیں۔ اگر اس کی کوئی شرعی حیثیت ہوتی اور یہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کا باعث ہوتا، تو وہ اس کا اہتمام کرتے۔

ویسے بھی گیارہویں کا سلسلہ نسب شیعہ کے رسوم و رواج سے ملتا ہے، وہ بھی اپنے ائمہ کے لئے نیاز برائے ایصالِ ثواب دیتے ہیں۔

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (795ھ) نے کیا خوب لکھا ہے:

أَمَّا مَا اتَّفَقَ عَلٰی تَرْکِهٖ فَلَا یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِهٖ لِأَنَّهُمْ مَا تَرَکُوهُ إِلَّا عَلٰی عِلْمٍ أَنَّهٗ لَا یُعْمَلُ بِهٖ .

”جس کام کے چھوڑنے پر سلف کا اتفاق ہو، وہ کام کرنا جائز نہیں، کیونکہ انہوں نے اسے چھوڑا ہی اس لئے تھا کہ اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔“

(فضل علم السّلف علی علم الخلف، ص31)

جس کام کے چھوڑنے پر سلف صالحین متفق ہوں، اسے کرنا جائز نہیں اور سلف صالحین سے گیارہویں شریف کا بالکل بھی ثبوت نہیں ملتا۔

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (790ھ) لکھتے ہیں:

”اگر اس پر کوئی دلیل ہوتی، تو ایسا نہیں کہ فہم صحابہ وتابعین سے غائب رہتی اور بعد میں یہ لوگ اسے سمجھ لیتے۔ یہ بھلا کیسے ممکن ہے کہ شرعی دلیل ایک مفہوم کا تقاضا کرتی ہو اور سلف کا عمل اس کے خلاف ہو؟ یہ بھی کیسے ممکن ہے کہ سلف

نے کسی کام کی دلیل ہونے کے باوجود وہ نہ کیا ہو؟ اس طرح کے معاملات میں متاخرین نے جو عمل کیا ہے، وہ اجماع سلف کے خلاف ہے اور اجماع کی مخالفت کرنے والا خود خطا کار ہوتا ہے، کیونکہ اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی، لہٰذا سلف جس کام کو کرنے یا چھوڑنے پر متفق ہوں، وہی سنت اور معتبر ہے اور وہی ہدایت ہے۔ کسی کام میں دو ہی احتمال ہوتے ہیں، درستی یا غلطی، جو سلف صالحین کی مخالفت کرے گا، وہ خطا پر ہوگا اور یہی اس کے خطا کار ہونے کے لیے کافی ہے۔''

(المُوافقات: 72/3)

❁ نیز لکھتے ہیں:

''ان تمام امور کے پیش نظر شرعی دلیل میں غور کرنے والے ہر شخص کے لیے سلف کے فہم و عمل کا پاس رکھنا ضروری ہے، کیونکہ یہی درستی کے زیادہ قریب اور علم و عمل میں زیادہ پختہ ہے۔'' (المُوافقات: 77/3)

❁ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ (744ھ) لکھتے ہیں:

''کسی آیت یا حدیث کا ایسا مفہوم و مطلب بیان کرنا جائز نہیں، جو زمانہ سلف میں نہ تھا، نہ انہوں نے اسے پہچانا اور نہ امت کے لیے بیان کیا۔ اگر آپ اس طرح کا مفہوم بیان کرتے ہیں، تو لازم آئے گا کہ سلف اس بارے میں حق سے جاہل رہے اور اس سے گم راہ رہے ہیں اور یہ بعد میں آنے والا معترض اس کی طرف راہ پا گیا ہے۔''

(الصّارم المُنكي في الرّد على السّبكي، ص 318)

گیارہویں کا بکرا بت پرست کے بکرے سے گیا گزرا نہیں، بلکہ اسی کے جیسا ہے، وہ بھی حرام ہے، یہ بھی حرام ہے۔ بت یا آگ کی عبادت کی نیت سے جانور ذبح کیا جائے یا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے لیے نذر و نیاز کی نیت سے، دونوں حرام ہیں، خواہ انہیں مسلمان اللہ کا نام لے کر ذبح کرے، کیونکہ یہ دونوں جانور غیر اللہ کی نذر و نیاز کے لیے ذبح کیے گئے ہیں۔

سوال: ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے، تو عید الاضحیٰ والے دن گائے یا بکرے کی قربانی کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی سنت مؤکدہ ہے، مگر جب اس کی نذر یا منت مان لی جائے، تو اس کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے، کیونکہ نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔

سوال: ایک شخص نے کہا کہ اگر باری تعالیٰ میرا فلاں کام کر دے، تو میں مسجد میں پنکھا لگواؤں گا، تو اس کا کام ہو گیا، کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر صحیح ہے، مراد پوری ہونے پر اس کی ادائیگی ضروری ہے۔

سوال: نیاز بنام حسین رضی اللہ عنہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: نذر و نیاز عبادت ہے، جیسے نماز و روزہ عبادت ہے۔ کسی بت کے لیے نماز پڑھیں یا کسی نیک ولی کے لیے، دونوں صورتوں میں شرک اور حرام ہے۔ مجوسیوں کے آتش کدوں اور آگ کے لیے وقف بکرے کو اللہ کا نام لے حلال کرنے کا یہ طریقہ اسلاف امت نے بہر حال نہیں اپنایا، شریعت اور صاحب شریعت بھی اس سے ناواقف ہیں۔

نیاز حسین رضی اللہ عنہ حرام ہے، کبھی غور کیجیے کہ کسی چیز کو اساف، نائلہ، منات وغیرہ سے موسوم کر دیا جائے اور اسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام کا نام دے دیا جائے یا یہ کہہ دیا جائے

کہ یہ چیز کی ''چھٹی شریف'' کے لیے مختص ہے، یا کہہ دیا جائے کہ یہ چیز گیارہویں کے لیے مختص ہے یا یہ فلاں کی منت اور نیاز ہے، تو ان دونوں میں بنیادی فرق کون سا باقی رہ جاتا ہے؟ قدیم زمانے میں بھی بزرگوں کی خوشنودی اور ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا جاتا تھا اور آج بھی یہ سب کچھ اولیاء کی تعظیم اور ان کے تقرب کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ جانے انجانے میں ان اولیاء کو خدائی طاقتوں کا مظہر سمجھ لیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ میرا یہ کام ہو گیا تو میں فلاں مزار پر کالا بکرا ذبح کروں گا یا کالے مرغ کی منت اور چڑھاوا چڑھاؤں گا۔

غیر اللہ کے نام سے منسوب کرنا اور ان کے نام پر ذبح کرنا شرک و کفر ہے۔ ایسے جانور اور ایسی اشیا کھانا حرام ہے، یہ جانور اور یہ روپیہ پیسہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے کہ یہ چیزیں اسی کے نذرانے اور شکرانے میں صَرف ہوں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

(الأنعام: 162-163)

''(نبی!) کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مطیع ہوں۔''

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے اعلان کروایا کہ میں نماز، جو کہ دین کا ستون اور رکن ہے، قلبی عبادات، جیسے خشوع اور توجہ الی اللہ، قولی عبادات، جیسے

تکبیر وتحمید، قرآنِ کریم کی تلاوت، وغیرہ،عملی عبادات ،جیسے قیام، رکوع، سجدہ،جلوس وغیرہ، خالص اللہ رب العالمین کے لیے ادا کرتا ہوں۔ میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کرتا ہوں،مشرکین کی طرح انصاب واصنام کے لیےنہیں۔ میں ساری زندگی اپنے اللہ کی بندگی اور نیازمندی میں گزاروں گااوراسی پرفوت ہوں گا۔ میں اقراری ہوں کہ عبادات کی تمام انواع واقسام میں اللہ رب العالمین کا کوئی شریک وسہیم نہیں۔

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) لکھتے ہے:

''اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو حکم فرما رہے ہیں کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والے اور اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر جانور ذبح کرنے والے مشرکوں کو بتا دیں کہ آپ ﷺ اِن کاموں میں اُن کے مخالف ہیں، کہ آپ ﷺ کی نماز صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ذبح اسی کے نام پر کرتے ہیں، وہ (اللہ) اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾(الکوثر: 2) ''صرف اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور اسی کے نام پر ذبح کریں۔''یعنی اپنی نماز اور ذبح اللہ کے لیے خاص کر دیں، کیونکہ مشرکین مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کے لیے جانور ذبح کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ ان کی مخالفت کریں، ان کی اس رَوَش سے الگ رہیں اور اپنی نیت وقصد اور عزم کے ساتھ اس بات پر قائم رہیں کہ ہر کام خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا ہے۔''

(تفسير ابن كثير: 128/3)

عبادات کی تمام انواع جیسے دعا و پکار اور التجا، محبت، خوف، امید ورجا، توکل وبھروسہ، رغبت ورہبت، خشوع وخضوع، رجوع و انابت، استعانت و استغاثہ، ذبح اور نذر و نیاز خالص اللہ کے لیے بجالائیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا واجب حق ہے، جو ضروری ہے کہ اسی کے لیے پورا کیا جائے۔ تاحیات اس پر ڈٹے رہنا اور تا زیست اس کی دعوت ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں محفل میلاد یا مجلس امام حسین رضی اللہ عنہ کا انعقاد کروں گا، پھر اس کا کام ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مجالس امام حسین رضی اللہ عنہ کا انعقاد بدعت ہے، بدعی اُمور پر خرچ کرنا گناہ ہے اور یہ پیسے کو ناحق خرچ کرنا ہے اور گناہ پر باہم تعاون ہے۔ لہٰذا جس نے منت مانی تھی، اسے چاہیے کہ اس نذر کو ترک کر دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر ایک دوسرے کی (مالی وجسمانی) معاونت مت کریں۔''

نبی کے میلاد کو منانے والی بدعت سب سے پہلے نصاریٰ میں شروع ہوئی، پھر مسلمانوں میں بھی در آئی، مروجہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عید میلادِ عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہے اور بدعت سیئہ ہے، جبکہ کفار کی مشابہت اور ان کی رسومات پر عمل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام کے زمانہ، بلکہ خیر القرون کے تینوں زمانوں میں اس کا وجود نہیں ملتا، یہ بعد

کی ایجاد ہے۔

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (م: ۷۹۵ھ) رقمطراز ہیں:

أَمَّا مَا اتَّفَقَ السَّلَفُ عَلٰی تَرْكِهٖ، فَلَا يَجُوزُ الْعَمَلُ بِهٖ، لِأَنَّهُمْ مَا تَرَكُوهُ إِلَّا عَلٰی عِلْمٍ أَنَّهٗ لَا يُعْمَلُ بِهٖ.

''جس کام کے چھوڑنے پر سلف کا اتفاق ہو، اسے کرنا جائز نہیں، انہیں یہ علم تھا کہ یہ قابل عمل نہیں، اس لئے اسے چھوڑ دیا۔''

(فضل علم السّلَف، ص ۳۱)

مجالس امام حسین رضی اللہ عنہ کے بدعت ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں فلاں ولی کے مزار پر چادر چڑھاؤں گا، اس کا کام ہو گیا، تو کیا کرے؟

جواب: اولیا کی قبروں پر چادریں چڑھانا بدعت ہے، لہٰذا یہ گناہ کی نذر ہے، جسے پورا کرنا جائز نہیں، اسے چاہیے کہ نذر کا کفارہ ادا کردے۔

اولیا اور صالحین کی قبروں پر پھول، چادریں چڑھانا عجمی تہذیب کا شاخسانہ اور قبیح بدعت ہے۔ یہ فعل رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور ائمہ سلف کی سراسر مخالفت ہے۔ اگر اس عمل میں دینی منفعت و مصلحت ہوتی، تو نبی اکرم ﷺ ضرور اس کی طرف رہنمائی فرماتے اور سلف صالحین ضرور اسے اپناتے۔ شیطان اسے سند جواز فراہم کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔ اس کی کوشش ہے کہ شہر خموشاں شرک و بدعت کی آماجگاہ بن جائیں۔ ان کی خاموشی کو راگ رنگ، شور و شر اور فسق و فجور میں بدل دیا جائے۔ لوگ قبروں کے نام کی نذر و نیاز دیں اور ان پر چڑھاوے چڑھائیں، عرس میلے لگائیں، مزامیر اور مشرکانہ اشعار

سے محفل سماع سجائیں، تاکہ قبروں پر لوگوں کا آنا جانا لگا رہے۔

بدعت اللہ اور اس کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ سے پیش قدمی کا نام ہے۔ سلف اس سے متنفر تھے اور اس کی شدید مذمت کرتے تھے۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

''سلف صالحین اور ائمہ دین بدعت کا سختی سے ردّ کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اہل بدعت کو زمین کے کونے کونے سے للکارا اور لوگوں کو ان کے فتنے سے بہت ڈرایا۔ انہوں نے اس کی اتنی مخالفت کی کہ اتنی مخالفت فحاشی اور ظلم وزیادتی جیسے گناہوں کی بھی نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بدعت کی مضرت اور اس سے دین کو نقصان باقی گناہوں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔''

(مَدارج السّالكين :372/1)

شیطان دیکھتا ہے کہ لوگوں کو بدعت سے بچنے کی تلقین کی جا رہی ہے، تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو لیتا ہے جنہیں بدعت سے منع کیا جا رہا ہے، بدعت کے لئے دلائل تراش کر ان کے منہ ڈالتا ہے اور وہ نادان اس بدعت کو دین کا حصہ سمجھ لیتے ہیں، اکثر وہ عمومی دلائل سے استدلال کرتا ہے۔ اس سلسلے میں سمجھ لینا چاہئے کہ ان دلائل سے اگر وہ بدعت ثابت ہو رہی ہوتی، تو نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام اس کی وضاحت ضرور کرتے۔

(سوال): ایک شخص نے مسجد بنانے کی نذر مانی، جبکہ وہ مسجد بنانے کی مالی استطاعت نہیں رکھتا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ نذر منعقد نہیں ہوئی، کیونکہ نذر کرتے وقت جو چیز ملکیت میں نہ ہو، اس کی نذر معتبر نہیں، نیز اس پر کفارہ بھی نہیں، البتہ اگر نذر کرتے وقت چیز ملکیت میں ہے اور بعد

میں ملکیت میں نہ رہی، تو اس پر نذر پوری کرنا واجب ہے، ورنہ کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں فلاں عالم کو یہ چیز دوں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر صحیح ہے۔

سوال: نذر کا مصرف کیا ہے؟

جواب: نذر کا مصرف شریعت نے بیان نہیں کیا، لہٰذا اگر نذر مانتے وقت مصرف کی تخصیص نہیں کی، تو کسی بھی ضرورت مند پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا دل میں نیت کرنے سے نذر ہو جاتی ہے؟

جواب: نذر کے لیے زبان سے کہنا شرط ہے۔

سوال: کیا اللہ کے نام پر جانور چھوڑا جا سکتا ہے؟

جواب: اللہ کے نام پر جانور چھوڑا جا سکتا ہے۔

سوال: اگر ایک شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام اتنی مدت میں ہو جائے، تو میں اتنے روپے راہِ خدا میں صدقہ کروں گا، پھر اس کا کام مقررہ مدت کے بعد ہوا، تو کیا اس پر نذر کردہ روپے صدقہ کرنا ضروری ہے؟

جواب: چونکہ اس کی مراد بروقت پوری نہیں ہوئی، لہٰذا اس پر نذر پوری کرنا لازم نہیں، البتہ اگر نذر پوری کر دے، تو بہت اچھا ہے۔

سوال: ایک شخص کا جانور سخت بیمار ہو گیا، اس نے نذر مانی کہ اگر یہ جانور بچ گیا، تو ذبح کر کے نمازیوں کو کھلاؤں گا، پھر وہ جانور صحت یاب ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر صحیح ہے، جانور کے صحت یاب ہونے پر اس پر لازم ہے کہ ذبح کر کے

نمازوں کوکھلا دے۔

(سوال): ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر مجھے دس ایکڑ زمین مل گئی، تو میں ایک لاکھ روپے مدرسہ میں دوں گا، پھر اسے صرف آٹھ ایکڑ زمین ملی، تو کیا اس پر نذر کی ادائیگی لازم ہے یا نہیں؟

(جواب): اس صورت میں اس پر نذر پوری کرنا ضروری نہیں، البتہ اگر وہ کچھ نہ کچھ مدرسہ میں دے دے، تو بہت بہتر ہے۔

(سوال): ایک شخص ہیضہ کا مریض ہے، اس نے نذر مانی کہ اگر وہ صحت یاب ہو جائے، تو تعزیہ اٹھائے گا، پھر وہ صحت یاب ہو گیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ گناہ کی نذر ہے، جسے پورا کرنا جائز نہیں، کیونکہ تعزیہ نکالنا بدعت ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ اپنی نذر کا کفارہ ادا کر دے۔

(سوال): مسجد میں جو چیز کھانے پینے کے لیے لائی جاتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مسجد میں جو چیزیں نمازیوں کے کھانے پینے کے لیے آتی ہیں، انہیں امیر وغریب سبھی کھا سکتے ہیں۔ کسی کے لیے ممانعت نہیں۔

(سوال): کیا مرغ اور سیب و کیلا وغیرہ کی نذر درست ہے؟

(جواب): درست ہے، بشرطیکہ اللہ کے نام کی ہو۔

(سوال): پیر کے نام کی نذر نکالنا کیسا ہے؟

(جواب): غیر اللہ کی طرف منسوب کر کے نذر و نیاز دینا حرام ہے۔ مخلوق کے نام پر جانور ذبح کرنا غیر اسلامی عمل ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کی تعظیم وتقرب کے لیے ذبح کرنا شرک ہے اور ایسا ذبیحہ حرام ہے اور اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حرام

چیزوں کے بیان میں فرمایا:

﴿وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾(البقرة : ۱۷۳)

''جو چیز اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام (بہ نیت عبادت و تعظیم) منسوب ہو۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جانور یا کسی اور چیز کو غیر اللہ کے لیے نامزد کیا جائے، خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی کیوں نہ پکارا جائے، تب بھی حرام ہے۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں ایک ایکڑ مدرسہ کے نام کردوں گا، جبکہ اس کے پاس صرف ایک کنال زمین ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر صحیح نہیں، کیونکہ نذر کرتے وقت جو چیز ملکیت میں نہ ہو، اس کی نذر معتبر نہیں۔ اس پر کفارہ بھی نہیں۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ مجھے تجارت میں جو نفع ہوگا، اس کا ایک تہائی حصہ پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام صدقہ کردوں گا، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر اللہ کے نام پر صدقہ وخیرات بدعت ہے، یہ حرام مال ہے۔

سوال: کیا پیر کے نام پر بکرا دینا جائز ہے؟

جواب: ذبح کرنا عبادت ہے، جو صرف اللہ کے لیے جائز ہے، لہٰذا جو جانور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے، وہ حرام ہے۔ اس کا کھانا جائز نہیں۔

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ .

''غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔''

(صحیح مسلم : 1978)

یہ معصیت کی نذر ہے۔ اسے پورا کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کا کفارہ واجب ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ بِهٖ، وَمَا كَانَ لِلشَّيْطَانِ فَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ .

''نذر دو طرح کی ہوتی ہے، جو نذر اللہ کے لیے ہوتی ہے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے پورا کیا جائے اور جو نذر شیطان کے لیے ہوتی ہے، اسے پورا کرنا درست نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔''

(السّنن الکبرٰی للبیھقي : 72/10، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۳۵) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: ایک شخص نے نذر مانی تھی، مراد پوری ہونے کے بعد نذر کی ادائیگی کے لیے رقم نہیں، کیا وہ بھیک مانگ کر نذر پوری کر سکتا ہے؟

جواب: نذر پوری کرنے کے لیے بھیک نہ مانگے۔ ایسے محتاج نے جو نذر مانی تھی، وہ چیز اگر نذر مانتے وقت ملکیت میں نہ تھی، تو یہ نذر منعقد نہیں ہوئی اور اس پر کچھ کفارہ نہیں، البتہ اگر اس وقت ملکیت میں تھی، تو اس پر ادائیگی لازم ہے، ورنہ کفارہ ادا کرے۔

سوال: ایک شخص نے گائے کے پیٹ میں موجود بچے کی نذر مانی کہ اگر یہ اچھا ہوا، تو ذبح کر کے لوگوں کو کھلاؤں گا، پیدائش ہوئی، تو بچہ صحیح سلامت تھا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ نذر صحیح ہے، چونکہ مراد پوری ہو چکی ہے، لہٰذا نذر پوری کرنا لازم ہے۔

سوال: جانور کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جانور کو عبادت یا تعظیم کی غرض سے غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے،

خواہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے۔ البتہ اگر جانور کی نسبت عبادت یا تعظیم کی غرض سے نہ ہو، تو کوئی حرج نہیں، مثلاً فلاں کا بکرا، شادی کا بکرا، وغیرہ۔

سوال: اماموں کے نام کا پنجہ لگانا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگ اماموں کے نام سے منسوب پنجہ کی شبیہ اپنے مکان پر نصب کرتے ہیں، اسے دافع البلاء سمجھتے ہیں، یہ شرک کی بھیانک صورت ہے۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں لوہے کے ایک پنجے کو مشکل کشا سمجھ رکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾(الحجّ : ٧٤)

''لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی کہ جیسے قدر کرنے کا حق تھا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت قوت والا اور غالب ہے۔''

سوال: دس محرم کو شہدائے کربلا کے ایصال ثواب کے لیے نیاز تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب: ایصال ثواب کی یہ صورت بدعت ہے، اسلاف امت کا اس پر عمل نہیں، حالانکہ وہ سب سے زیادہ نصوص کتاب وسنت کو سمجھنے والے اور اہل بیت وآل رسول سے محبت کرنے والے تھے، انہوں نے دس محرم کو نیاز تقسیم نہیں کی، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عمل قرب الٰہی کا ذریعہ نہیں ہے۔

❀ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (790ھ) لکھتے ہیں:

''اہل بدعت بہت سے امور میں ان کاموں کو مستحب قرار دے دیتے ہیں، جن پر کتاب وسنت میں کوئی دلیل نہیں ہوتی، نہ ہی سلف صالحین نے اس طرح کا کوئی کام کیا ہوتا ہے۔ بدعتی اس طرح کے کام کرتے ہیں، ان پر دوام کرتے ہیں اور اسے اپنے لیے واضح راستہ اور سنت غیر معارضہ سمجھتے ہیں، بلکہ بسا

اوقات اسے واجب قرار دیتے ہیں۔“

(الاعتصام :212/1)

(سوال): مسجد میں شیرینی تقسیم کرنے کی نذر کا کیا حکم ہے؟

(جواب): درست ہے۔

(سوال): ایک شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے، تو میں فلاں پیر کی روح کے لیے خیرات کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): ایصال ثواب کی یہ صورت بدعی ہے، اسلاف امت کا اس پر عمل نہیں، لہٰذا یہ نذر معصیت ہے، اس کو پورا کرنا جائز نہیں، اس پر کفارہ ادا کیا جائے۔

(سوال): ایک شخص نے نذر مانی کہ مجھے جو نفع ہوگا، میں اس کا اڑھائی فیصد اللہ کی راہ میں خیرات کردوں گا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ نذر صحیح ہے، اس کا پورا کرنا لازم ہے۔

(سوال): ایک عورت نے نذر مانی کہ اگر اللہ مجھے اولاد دے، تو میں نو ماہ کے روزے رکھوں گی، پھر اسے اولاد ہوئی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): مراد پوری ہو چکی ہے، لہٰذا اس پر نو ماہ کے روزے رکھنا لازم ہیں، اگر وہ یہ نذر پوری نہیں کر سکتی، تو اسے توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے۔

(سوال): ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میرا بچہ صحت مند ہو گیا، تو میں اسے حافظ بناؤں گا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر بچہ صحت یاب ہو جائے، تو اس پر لازم ہے کہ بچے کو حافظ بنائے۔